ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد طاہر ❁
ڈاکٹر سعید احمد ❁❁

ذکرِ ختم المرسلین ﷺ کے فنی و فکری پہلو

The technical and intellectual aspects of *Zikr-e-Khatm-ul-Mursaleen*

By *Muhammad Tahir, PhD Scholar, Dept. of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.*

Dr. Saeed Ahmad, Assoc. Prof., Dept. of Urdu, Govt. College University, Faisalabad.

ABSTRACT

Zikr-e-Khatm-ul-Mursaleen (Peace be upon him) is Naatiya Diwan of Tahir Sultani which is published in 2025. This Naatiya collection consists of 204 Naats. It begins with Naat having radeef (آ). According to the traditional principles of compiling a Diwan, the radif letters in *Zikr-e-Khatm-ul-Mursaleen* (PBUH) follow the alphabetical order. All the Naats in this collection are composed in the ghazal form. No other poetic genre besides naat has been included in this Diwan. Apart from this Diwan, Tahir Sultani has also authored a hamdia Diwan, five hamd collections, five naat collections, a complete anthology of manqabat, two selected works of hamd, three selected works of naat, five biographical/critical books, and two books combining prose and poetry. Tahir Sultani is referred to by various titles in literary circles, such as Ambassador of Hamd and Naat, Servant of Hamd and Naat, Legend of Urdu Hamd Literature and Mujahid of Hamd and Naat. In this Diwan, Tahir Sultani has demonstrated uniqueness and expertise in both the technical and intellectual aspects of naat poetry. His use of similes and metaphors, rhetorical devices, choice of words and phrases, language and expression as well as rhyme and refrain, all stand out as distinct and original. His poetry serves as a fine example

❁ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد
❁❁ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، فیصل آباد

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

of religious, ethical, aesthetic and linguistic values. His naats vividly portray the personality and character of the Holy Prophet (PBUH). In various naats, Tahir Sultani expresses deep love for the Prophet Muhammad (PBUH), devotion to the Ahl-e-Bait, Sufi thought, and literary allusions, which all reflect his scholarly and literary background and intellectual depth. In this Article, the researcher has highlighted the characteristics of this Diwan by analyzing its technical and thematic features. The article is written in a research-oriented style. The researcher has presented a stylistic analysis by identifying various naats in alphabetical order based on the radif letters, following the structure of a dictionary. Just as the content of the book is unique, so too is the poet's style and method. The linguistic aspects of the naatiya Diwan *Zikr-e-Khatm-ul-Mursaleen (PBUH)* indicate a rich variety of poetic meters (bahoor) employed throughout the collection.

Keywords: Na'at, Simile and Metaphor, Rhetorical Devices, Poetic Techniques, Prosody, Metonymy and Allusion, Metonymy and Allusion, Dotted Poetry, Devotional Poetry, Aesthetics of Naat.

اکیسویں صدی کے پہلے ربع کا آخری سال یعنی ۲۰۲۵ء اس لحاظ سے بہت متبرّک ہے اس میں اب تک (ماہِ جون) چوتھا نعتیہ دیوان ذکرِ خیرالمرسلین ﷺ منظر عام پر آچکا ہے۔اس سے پہلے ڈاکٹر فرحت عباس کے دو نعتیہ دواوین حسبِ توفیق اور تیرا وجود الکتاب، مسعود چشتی کا نعتیہ دیوان درودی صدا کو اوڑھ تخلیق ہو چکے ہیں۔ اشفاق احمد غوری نے اپنے نعتیہ مجموعہ دیوانِ اشفاق کا انتساب راقم (مقالہ نگار) کے نام کرتے ہوئے لکھا تھا کہ محمد طاہر صدیقی اس نعتیہ دیوان نگاری کا محرّک ہے۔ اسی قسم کے الفاظ ذکرِ خیرالمرسلین ﷺ کے خالق طاہر سلطانی نے اس دیوان میں اظہارِ تشکر کے عنوان سے لکھے ہیں:

> محمد طاہر صدیقی میرے نعتیہ دیوان ذکرِ ختم المرسلین ﷺ کے محرک ہیں۔[1]

پاکستان کے سب بڑے شہر کراچی کے ادبی منظر نامے پر گزشتہ پانچ دہائیوں سے نظر آنے والا نمایاں نام طاہر سلطانی کا ہے۔ وہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر کئی گراں قدر ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ وہ ۵۴ برس سے ادارۂ چمنستانِ حمد و نعت سے منسلک ہیں اور فروغِ حمد و نعت میں کلیدی کردا ادا کر رہے ہیں۔ متذکرہ ادارہ کے پینل

ISSN: 2519-6332 (Print),   ISSN: 2708-1915 (Online)

سے اب تک مختلف ادبی و تحقیقی موضوعات پر پانچ بار ''کُل پاکستان حمد و نعت کانفرنس'' کا کامیاب انعقاد ہو چکا ہے۔گزشتہ سال ۲۰۲۴ء میں راقم نے بھی اس ادارہ کے زیرِ اہتمام کانفرنس میں شرکت کی تھی اور نعتِ اطفال اور نصابات کے موضوع پر مقالہ پیش کیا تھا۔ اس سال ۲۰۲۵ء میں بھی اس کانفرنس کے انعقاد کا اعلان جلد متوقع ہے۔فروری ۲۰۰۴ء سے یہ ادارہ ماہنامہ ارمغانِ حمد کی اشاعت کر رہا ہے۔اس سلسلے میں اب تک خصوصی شمارے بنام حفیظ تائب، صبا اکبرآبادی، سیّدالشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہٗ، حسب اکبر کمال شائع کر چکا ہے۔طاہر سلطانی کو اب تک مختلف قومی و مقامی حلقوں سے ۲۷ اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ان کی تصنیفات و تالیفات میں پانچ حمدیہ مجموعے، ایک حمدیہ دیوان، پانچ نعتیہ مجموعے، ایک نعتیہ دیوان، ایک کلّیاتِ مناقب، دو حمدیہ انتخاب، تین نعتیہ انتخاب، پانچ تذکروں پر مشتمل کتب اور دو نثر و نظم پر مشتمل کتب شامل ہیں۔انھیں مختلف ادبی حلقوں میں سفیرِ حمد و نعت، خادمِ حمد و نعت، اردو حمدیہ ادب کا لیجنڈ اور مجاہدِ حمد و نعت جیسے القاب سے پکارا جاتا ہے۔

ذکرِ خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طاہر سلطانی کی تازہ ترین تخلیق ہے۔ اس نعتیہ نسخے میں ۲۰۴ نعتیں ہیں۔یہ ایک مکمل دیوان ہے اور دیوان نگاری کے جملہ معیارات پر پورا اترتا ہے۔اس میں عہدِ حاضر میں مروّج ۴۱ حروفِ تہجی بطور ردیفی حروف بمطابق لغت استعمال ہوئے ہیں جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

آ ا، الف ۲۸، ب ۴، پ ا، ت ۷، ٹ ا، ٹھ ا، ث ا، ج ا، جھ ا، چ ا، ح ا، خ
ا، د ا، ڈ، ذ ا، ر ۹، ڑ، ز ا، ژ، س ا، ش ا، ص ا، ض ا، ط ا، ظ ا، ع ا، غ ا، ف ا، ق ۲،
ک ا، کھ ا، گ ا، ل ۸، م ۶، ن ۹، ں ۲۵، و ۸، ہ ۸، ی ۸، ے ۵۱۔[۲]

مقدار اور معیار، دونوں لحاظ سے ذکرِ خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قابلِ ستائش ہے۔ جہاں تک مقدار کا تعلق ہے، اس دیوان میں ردیفی حروفِ تہجی کی تعداد اور حرف وار نعتوں کی تعداد کافی زیادہ ہے۔اگر پچاس نعتوں پر مشتمل مجموعہ ترتیب دیا جائے تو یہ دیوان چار سے پانچ مجموعہ جات جتنی ضخامت کا حامل ہے۔صرف یائے مجہول اور یائے لین کی ردیفوں میں کہی گئی نعتوں کی تعداد ایک مجموعۂ نعت کی تخلیق کے لیے کافی ہے۔فن اور فکر کا حسنِ کمال اور حسنِ امتزاج کسی شہ پارے کے معیار کا پتا دیتا ہے۔گویا فن کی کسوٹی اور فکر کی کسوٹی پر شاعری کے معیار کو پرکھا جاتا ہے:

ا۔فن کی کسوٹی: شاعری میں فن کے معیار کو پرکھنے کے لیے درج ذیل مدارج طے کیے جاتے ہیں:

الف۔صنفِ شاعری اور اس کی ہیئت

ب۔مخصوص صنف کی تخلیقی شرائط اور اس کے اجزا

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ج۔شعری اصطلاحات (مطلع مقطع، قافیہ، ردیف)

د۔علمِ بیان (تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ) کا استعمال

ہ۔صنائع بدائع کا استعمال

فن کی کسوٹی کا پہلا درجہ صنفِ شاعری اور اس کی ہیئت کا ہے۔ طاہر سلطانی نے ذکرِ خیر المرسلین ﷺ میں تمام نعتیں غزل کی ہیئت میں کہی ہیں۔ چوں کہ دیوان مرتّب کرنے کی پہلی شرط ہی یہی ہے کہ اسے غزل کی ہیئت میں تخلیق کیا جائے تا کہ لغت کے مطابق ردیفی حروفِ تہجی کو ترتیب دیا جا سکے۔ غزل کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے آل احمد سرور نے لکھا ہے:

> غزل بہرحال اپنی ہیئت کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے۔ اس لیے آزاد غزل جیسے تجربوں کا کوئی جواز نہیں۔ اس کی زبان میں جو خاموش تبدیلی ہوئی ہے، وہ اس کا ثبوت ہے کہ وہ ہر دور کی حسیت اور مزاج کی عکاسی کرسکتی ہے مگر یہ ہے اشارے کا آرٹ۔ غزل وہ نگار خانہ ہے جو Miniature Painting سے آراستہ ہے۔ آج ہندوستان کی دوسری زبانوں میں غزل کی مقبولیت کی وجہ سے یہ سمجھنا چاہیے کہ غزل میں سب کچھ ہے۔ آج کا دور کسی منظم فلسفے، کسی مرتب فکر کے ریاض کے بجائے فوری کیفیات کے بیان کو ترجیح دیتا ہے کیوں کہ یہ شعور کی رَو کا زیادہ خوگر ہو گیا ہے۔ یہ اپنی جگہ درست ہے مگر صراحت، وضاحت، ربط و تسلسل کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ اس لیے غزل اپنے طور پر زندگی کی واردات اور کیفیات پیش کرتی رہے گی۔ اس کی زبان میں خاموش تبدیلی ہوتی رہے گی مگر اس کی ایمائی صلاحیت اور دروں بینی کی خصوصیت باقی رہے گی۔ ہاں اس کا تغزّل نظم پر بھی اثر کرتا رہے گا۔ (۳)

طاہر سلطانی نے زندگی کی تقریباً چھے دہائیاں ادب کی دنیا میں گزاری ہیں اس لیے وہ غزل کے قدیم وجدید تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اگرچہ غزل کا بنیادی موضوع محبوب کے حوالے سے حسن و عشق کی وارداتوں کا بیان ہے لیکن جب محبوب مجازی کے بجائے حقیقی ہو تو تمام تر آدابِ غزل کی بے راہ روی کو راہِ راست پر لے آتے ہیں۔ غزل کے حلقۂ اشعار میں وجد و کیف کا سماں در آتا ہے۔ طاہر سلطانی کی ہر نعتیہ غزل صراحت، وضاحت، ربط و تسلسل جیسی صفات سے متصف ہے۔ ان کی نعت میں رسول اللہ ﷺ سے عشق و محبت کی واردات کا بیان بھی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہے اور ان کیفیات کا بھر پور اظہار بھی ہے جو کسی بھی محبِ رسول کے قلب سے وابستہ ہوتی ہیں۔ ذکرِ خیر المرسلین ﷺ میں نعت کہتے ہوئے محبوبِ کائنات کی نہ صرف صورت و سیرت پیشِ نظر رکھ کر نعتیں کہی گئی ہیں بلکہ حضور ﷺ کے تمام متناسبات سے عقیدتوں کا بھر پور اظہار بھی طاہر سلطانی کی شاعری کا خاصہ ہے:

مصطفیٰ کے نقشِ پا پر جس کی گزرے زندگی
اس کے ماتھے پر سجے گا کامیابی کا نشاں(۴)

ہر صنفِ شاعری کی طرح غزل کی بھی بنیادی شرط مخصوص بحر اور اس کے اوزان و ارکان کا انتخاب ہے۔شاعر جس مصرع اوّل سے غزل کا آغاز کرتا ہے، آخری مصرع تک اسی کے اوزان اور ارکان کی تعداد کا پابند ہوتا ہے۔غزل میں اشعار کی تعداد پانچ سات نو گیارہ یا اس سے زیادہ ہوسکتی ہے اور یہ طاق میں ہوتی ہے لیکن یہ پابندی لازم نہیں ہے۔غزل کا ہر شعر الگ مضمون کا حامل ہوتا ہے۔اگر دو یا دو سے زیادہ اشعار پر مشتمل ایک ہی مضمون بیان ہو تو ایسے اشعار کو قطعہ بند اشعار کہا جاتا ہے:

> غزل اگرچہ مسلسل اشعار کا مجموعہ نہیں، متفرق اشعار کا گلدستہ ہے مگر قدما کے یہاں اکثر قطعہ بند اشعار ملتے ہیں۔ میر اور غالب کے یہاں ایسی قطعہ بند غزلوں کی تعداد خاصی ہے۔اساتذہ کے یہاں اگرچہ دوغزلے بلکہ سہ غزلے بھی ملتے ہیں مگر طویل غزلیں کم ہیں۔ یہ اس کا ثبوت ہے کہ طویل غزل مستحسن نہیں کیوں کہ ان میں قافیہ پیمائی زیادہ ہو جاتی ہے۔معنی آفرینی کی گنجائش کم ہی نکل پاتی ہے۔ ایک مثالی غزل میں مطلع کے ساتھ مقطع بھی ضروری ہے اور یہاں شاعر کو بڑی آزادی ہے۔اس میں شاعر تعلیٰ بھی کرسکتا ہے، اپنے حالات بھی بیان کرسکتا ہے اور کوئی خاص واقعہ بھی نظم کرسکتا ہے۔(۵)

طاہر سلطانی کی نعتیہ غزل نہ صرف غزل کی تمام شرائط سے مطابقت رکھتی ہے بلکہ ان کے دیوان میں کئی ایک ایسی نعتیں بھی جن میں قطعہ بند اشعار اس انداز میں موزوں ہوئے ہیں کہ وہ نظم کے معانی کے حامل یعنی ایک لڑی میں پروئے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ان کے قطعہ بند اشعار ملاحظہ ہوں:

درودِ پاک ہے ایسا قصیدہ دلِ زندہ میں رہتا ہے دمیدہ
بساطِ حال ہو جب بھی کشیدہ درودِ پاک کا پڑھ لو جریدہ(۶)

مطلع، مقطع، قافیہ اور ردیف کو غزل کی بنیادی شرائط میں شامل کیا جاتا ہے اور انھیں شعری اصطلاحات بھی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کہتے ہیں۔غزل میں مطلع اور قافیہ کی سب سے زیادہ اہمیت ہے کیوں کہ مطلع لفظی اور معنوی دونوں پہلوؤں سے غزل کا نقطۂ آغاز بھی ہے اور غزل کے اوزان، ارکان، قوافی اور ردائف نشانِ تقلید بھی۔ مطلع کے بعد دوسرا، تیسرا یا چوتھا مطلع آجائے تو وہ حسنِ مطلع کہلاتا ہے۔ ہر حسنِ مطلع اور ہر شعر غزل میں مطلعِ اولیٰ کی تقلید اور ہیئت کے مطابق ہونا لازم ہے۔ ذکرِ خیر المرسلین ﷺ میں ایک نعت کا مطلع اور حسنِ مطلع ملاحظہ ہو:

بٹتی ہیں ان کے در سے ضیا بار نکہتیں یارب! عطا ہوں مجھ کو بھی بیدار نکہتیں
لایا ہوں رشکِ صد گ و گلزار نکہتیں شہرِ حضورِ پاک کی شہکار نکہتیں(۷)

حسنِ مطلع اور غزل کے دیگر تمام اشعار کا تعلق ان قوافی سے ہوتا ہے جو مطلع کے دونوں مصرع جات میں استعمال ہوئے ہوں۔اصطلاح میں لفظ کے آخر میں متعیّن ایسے حروف کو قافیہ کہا جاتا ہے جن کی تکرار دوسرے الفاظ میں مساوی مقام پر ہوتی ہے۔عربی زبان میں لفظ میں سب سے آخری ساکن حرف سے پہلے جو ساکن حرف آئے اس کے ماقبل متحرک سے آخر تک سب قافیہ ہے۔عربی زبان کی حد تک تو یہ تعریف صحیح ہے لیکن اردو زبان کے معاملے اس سے بڑھ کر ہے۔عربی اشعار میں ردیف نہیں ہوتی لیکن اردو میں کلام مردّف اور غیر مردّف دونوں صورتوں میں ہوسکتا ہے۔اردو میں قافیہ ان حروف اور حرکات کا مجموعہ ہے جو الفاظ کے ساتھ غیر مستقل طور پر شعر یا مصرعے کے آخر میں بار بار آئے۔ یہ مجموعہ کبھی کبھی مہمل معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا کچھ مضائقہ نہیں بالعموم اس پورے لفظ کو جس میں یہ مجموعہ آتا ہے قافیہ کہہ دیتے ہیں۔ظہیر علی خان نے اپنے پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالہ اردو شاعری کی تنقیدی اصطلاحات میں لکھا ہے:

> قافیے کے لیے حرفِ روی کا ہونا لازمی امر ہے بغیر حرفِ روی کے قافیہ ممکن نہیں ہوسکتا۔ قافیہ کے لیے بہتر حرفِ روی وہ ہے جو اصلی ہو۔عربی زبان کے اعتبار سے قافیہ میں حرفِ روی اور اس کے ماقبل کی حرکت کا یکساں ہونا بہتر ہے لیکن حرفِ روی سے ماقبل کی حرکت کا اختلاف جائز ہے۔(۸)

جب یہ کہا جائے کہ ''قافیہ کے لیے بہتر حرفِ روی وہ ہے جو اصلی ہو'' تو اس کا مطلب پابند قافیہ لیا جاتا ہے، جیسے: دامان، سامان، ہامان اور نسبت، غربت، شربت وغیرہ ان مثالوں میں میم اور ب مفتوح حروفِ روی ہیں اور اگر حرف کے بجائے صرف کسی حرکت کو علامتِ حرفِ روی متعیّن کر لیا جائے تو شاعری میں یہ بھی جائز ہے لیکن وہ حرفِ روی اصلی نہیں ہوگا۔طاہر سلطانی کی شاعری میں حرفِ روی اصلی اور غیر اصلی دونوں طرح کی مثالیں موجود ہیں، حرفِ روی اصلی کے اشعار ملاحظہ ہوں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مشک و عنبر کی فضائے دہر میں مہکار ہے ہے درودِ پاک لب پر مدحتِ سرکار ہے
پھول یہ کون و مکاں کا اک حسیں شہکار ہے گنبدِ خضریٰ کے جلوے ہیں اُنھی کے نور سے (۹)

علمِ بیان کا استعمال شاعر کے کلام کو پرتاثیر بناتا ہے اور اس میں بلاغت وفصاحت کے جوہر پیدا کر دیتا ہے۔اس کے استعمال سے ایک لفظ کے معنی کو کئی انداز سے بیان کیا جاسکتا ہے۔سید عابد علی عابد نے اپنی کتاب البیان میں علم بیان کی تعریف، علم بیان کے مبادیات، مجاز، تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل اور کنایہ جیسی اہم بحثوں کو مفصل انداز میں بیان کیا ہے۔ اساتذۂ متقدمین و معاصرین کے مباحث کو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے علم بیان کے بارے میں ان کا کہنا ہے:

علمِ بیان وہ علم ہے جو مجاز [(۱) تشبیہ (۲) استعارہ (۳) مجاز مرسل (۴) کنایہ] سے اس طرح بحث کرتا ہے کہ اس پر حاوی ہونے کے بعد فن کار، انشا پرداز یا خطیب اپنے مفہوم کے ابلاغِ تام میں کامیاب ہو سکے۔(۱۰)

طاہر سلطانی نے ذکرِ خیرالمرسلین ﷺ میں اپنے ابلاغ کو تشبیہات و استعارات اور مجاز و کنایہ کے خوب تر استعمال سے نہایت فصیح تر بنایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے عقیدت و محبت کے اظہار کے قرینے علمِ بیان کی تمام تر صورتوں سے پرتاثیر بنائے ہیں۔ انھوں نے عشق و محبت کی وارداتیں ممکن حد تک دلالتوں اور کیف و کم کے ساتھ بیان کر کے قارئین تک پہنچائی ہیں۔ تشبیہ اور استعارہ کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

غموں کی دھوپ میں رہتا ہے سائباں کی طرح ہے نامِ پاکِ محمد سکونِ قلب و جگر
انھی چراغوں سے روشن ہیں رحمتوں کے چراغ جنھیں کہیں شہِ والا کی مدحتوں کے چراغ (۱۱)

علمِ بیان کا ایک اہم جزو مجازِ مرسل ہے۔ بہت سی ایسی باتیں جو ہم نثری صورت میں نہیں کر سکتے مجازِ مرسل شاعر کو وہ باتیں کہنے کا بھی راستہ سجھا دیتا ہے۔ مجازِ مرسل ایک ایسا فنِ بیان ہے جس میں لفظ کو اس طرح استعمال کیا جاتا ہے، کہ لفظ اور معانی میں تشبیہ کے بجائے کوئی اور تعلق ہو۔ اس کا مقصد زبان میں اختصار، اثر اور خوب صورتی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ طاہر سلطانی نے اپنی بہت سی نعتوں میں علمِ بیان کے اس رکن، مجازِ مرسل کو بہت اچھے قرینے سے استعمال کیا ہے اور اپنے کلام کی تاثیر میں اضافہ کیا ہے:

مل رہی ہے اس کو عزّت اور راحت آج تک وردِ لب جس نے بھی رکھا ہے درودِ پاک کو
کرتی ہیں جھوم جھوم کے اذکار نکہتیں دارین کی فضاؤں میں محسوس یہ ہوا (۱۲)

کنایہ کے لغوی معانی اشارہ، پردہ یا بالواسطہ بیان کے ہیں۔ اصطلاح میں شاعر کوئی لفظ یا الفاظ کی ایسی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ترکیب استعمال میں لاتا ہے کہ اس کے حقیقی اور مجازی دونوں معانی درست تصوّر کیے جا سکتے ہوں۔ کنایہ کے مباحث میں عابد علی عابد نے اپنی تصنیف البیان میں نصراللہ تقویٰ کے حوالے سے لکھا ہے:

نصراللہ تقویٰ کنایہ کی بڑی مختصر سی تعریف کرتے ہیں:

آں ذکرِ لازم بہ ارادۂ ملزوم است یا عکسِ آں

مراد یہ ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کریں جو خود لازم ہوں اور ملزوم کے طالب ہوں، یا ملزوم ہوں اور لازم کے طالب ہوں۔(۱۳)

طاہر سلطانی اپنا اصل نام ''طاہر'' بطور تخلّص استعمال کرتے ہیں۔ اس کے معانی ہیں پاکیزہ، پاک، صاف وغیرہ۔ اس نام کا فنی لحاظ سے انھیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ یہ نام نہ صرف نعت گوئی لیے موزوں ہے بلکہ بعض اشعار میں بذاتِ خود کنایہ بن جاتا ہے یعنی شاعر شعوری طور پر اپنے نام کو کنایۃً استعمال نہیں کرتا لیکن شعر میں مضمون کے سیاق و سباق میں وہ کنایہ ہوتا ہے:

طاہر ہیں خوشبوؤں کے امیں مشک اور گلاب
طیبہ کی ہیں فضاؤں میں ضو بار نکہتیں(۱۴)

عربی، فارسی اور اردو ادب میں شعرا نے مدّتوں الفاظ و حروف کو جمالیاتی قدریں عطا کر کے اشعار کے لفظی و معنوی حسن میں اضافہ کیا ہے اور انھیں پرکشش بنایا ہے۔ بعد ازاں لفظوں کے اس حسن اور بناوٹ کو علمِ بدیع کا نام دے دیا گیا۔ علمِ بدیع اردو، فارسی اور عربی بلاغت (Rhetoric) کی ایک اہم شاخ ہے۔ اس علم کا تعلق کلام کو خوب صورت، دل کش اور مؤثر بنانے سے ہے۔ اس میں ایسی صنعتیں شامل ہوتی ہیں جن سے کلام میں زینت، دل آویزی، اور تاثیر پیدا کی جاتی ہے۔ ان صنائع کے استعمال سے کلام میں حسن و خوبی پیدا کرنا، سامع یا قاری کے دل پر اثر ڈالنا، تکرار سے بچنا اور جدّت لانا، ادبی لطافت پیدا کرنا اور ذہنی خوشی اور جمالیاتی حس کی تسکین کا سامان فراہم کرنا صنائع بدائع کے مؤثر استعمال ہی سے ممکن ہے۔ علمِ بدیع کے آغاز و ارتقا کے موضوع پر عبداللہ بن معتز کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے سیّد وقار حیدر نے لکھا ہے:

روایت کے مطابق عبداللہ بن معتز عباسی نے ۲۴۷ ہجری میں اسے باقاعدہ علم کی حیثیت دی اور اس کے قواعد مقرر کر کے اسے ''علمِ بدیع'' سے موسوم کیا۔ اس نے اِس علم کی ذیل میں سترہ قسم کی صنعتوں کا ذکر کیا ہے۔ پھر بعد میں آنے والے ان میں اضافہ کرتے گئے لیکن مولوی عبدالغنی اسے علم سے زیادہ ملکہ قرار دیتے ہیں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جس سے چند امور ایسے معلوم ہو جاتے ہیں جو خوبیِ کلام کا باعث ہوتے ہیں۔[۱۵]

علمِ بدیع کی دو بنیادی اقسام صنائع لفظی اور صنائع معنوی ہیں۔

ا۔صنائع لفظی

ایسا کلام جو لفظوں کے جمالیات کو ابھارتا ہے اور سامع و قاری کی جمالیاتی حس کو تسکین فراہم کرتا ہے، صنائع لفظی کہلاتا ہے۔ ان صنائع کا مہارت سے استعمال فیصلہ کرتا ہے کہ لفظوں کو عارضی حسن عطا ہوا ہے یا دائمی۔اگر لفظوں کی ظاہر چمک دمک فکری اور معنوی پہلوؤں کو بھی اجاگر کرے تو ایسے الفاظ مستقل تاثیر اختیار کرتے ہوئے کلام کو کلاسیکل بنانے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔حرف در حقیقت آواز کی تصویری شکل ہے اور ہر زبان میں ایک ہی آواز کی مختلف شکلیں موجود ہیں۔جس طرح آواز میں ورائٹی موجود ہے اسی طرح اس کی تحریری شکل میں بھی حروف کی ورائٹی موجود ہے۔ ہر زبان کی طرح اردو میں بھی آوازوں سے مطابقت رکھنے والے حروف کے گروہ ہیں۔حروف کے ان گروہوں کو آوازوں کے مخارج کے مطابق تقسیم کیا جائے تو سب سے پہلے آواز کے اظہار کے آخری اعضا یعنی مخارج، دہن کے اوپر نیچے کے دونوں لب ہیں۔کچھ حروف کی آوازوں کا اظہار لبوں کو بند کر کے ہوتا ہے اور کچھ کا اظہار لبوں کو کھول کر۔لبوں سے اظہار کے متعلق حروف Labial یعنی شفویہ حروف کہلاتے ہیں۔کھلے لبوں کے ساتھ اظہار پانے والے حروف کو علمِ بدیع کے حوالے سے صنعتِ عزل الشَّفتین / واسع الشَّفَتین کہتے ہیں جب کہ بند لبوں کے ساتھ اظہار پانے والے حروف کو صنعتِ واصل الشَّفتین کہتے ہیں۔

عبدالستار ہمدانی اپنی کتاب فنِ شاعری اور حسان الہند میں صنعتِ عزل الشَّفتین کا بیان یوں کرتے ہیں:

> وہ اشعار کہ جن میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے کہ شعر پڑھنے والے کے دونوں ہونٹ الگ رہیں یعنی ہر لفظ پر لب سے لب الگ رہیں، اس صنعت کو واسعُ الشَّفتَین بھی کہتے ہیں۔
>
> یہ ایک بہت ہی مشکل صنعت ہے۔کیوں کہ حروفِ تہجی کے وہ حروف کہ جن کو ادا کرتے وقت لب سے لب ملتا ہے، ایسے حروف والے الفاظ کو مطلقاً ترک کر کے شعر کہنا بہت مشکل مرحلہ ہے۔[۱۶]

طاہر سلطانی صنائع لفظی و معنوی کے فن سے بخوبی آگاہ ہیں۔طاہر سلطانی کی لفظی صناعی میں کہیں کہیں صنعتِ واسعُ الشَّفتَین کے استعمال کی مثالیں بھی موجود ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

یا الٰہی یہ گُلِ تر کی طرح تازہ رہے　　ہر گھڑی آنکھوں کے اندر سبز گنبد آپ کا
دیکھوں جو تجھے دل کہے دیکھے ہی جاؤں　　ہوں تجھ پہ دل و جاں سے فدا گنبدِ خضریٰ (۱۷)

متذکرہ بالا دونوں اشعار کے مصرع ہائے اولی صنعتِ واسع الشّفتین کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ طاہر سلطانی کے ہاں صنعتِ واصل الشّفتین کی مثالیں بھی موجود ہیں:

خاتم الانبیا مجتبیٰ، مصطفیٰ　　باخدا باخدا خاتم الانبیا
قرباں ناموسِ محمد پر سبھی　　ہم غلامانِ محمد مصطفیٰ (۱۸)

صنائع لفظی و معنوی کے حوالے سے صنعتِ تجنیس، صنعتِ تکرار، صنعتِ ترصیع، صنعتِ تضاد، صنعتِ تلمیح، صنعتِ مراعات النظیر، صنعتِ مبالغہ، صنعتِ حسنِ تعلیل، صنعتِ تضاد وغیرہ اردو شعرا کے ہاں عام مروّج ہیں لیکن حروف کے نقطوں سے متعلق صنائع نہایت دلچسپ بھی ہیں اور عہدِ حاضر کے اردو شعرا کے استعمال میں کمیاب بھی۔ سیّد وقار حیدر، ادبی روایت اور لسانیات میں لکھتے ہیں:

> شعرا اور ادبا نے ان نقطوں کو لطیف انداز میں استعمال کرتے ہوئے صنعتوں کے قالب میں ڈھالا اور چھے صنائع ایجاد کیں جن کا تعلق ''صنعتِ لزوم و مالا یلزم'' کے خاندان سے ہے۔ یہ چھے صنائع صنعتِ منقوط، صنعتِ غیر منقوط، صنعتِ فوقانیہ، صنعتِ تحتانیہ، صنعتِ رقطا اور صنعتِ خیفا ہیں۔ (۱۹)

صنعتِ منقوط سے مراد اشعار کے الفاظ میں ایسے حروف لانا جن کے ہر ہر حرف پہ نقطہ آئے۔ اردو زبان کے بہت کم شعرا نے اس صنعت کو استعمال کیا ہے۔ اسی طرح صنعتِ غیر منقوط ہے جو صنعتِ منقوط کی ضد ہے۔ شاعر اپنے اشعار میں ایسے تمام حروف استعمال کرتا ہے جو بغیر نقطے کے ہوں۔ اس صنعت کو صنعتِ عاطلہ، مہملہ اور تعطیل بھی کہتے ہیں۔ اردو کے کچھ شعرا نے اس صنعت کو فروغ دیا ہے۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تعلق رکھنے والے منظر پھلوری کے چھے نعتیہ مجموعہ جات اسی فن کے حامل ہیں اس کے علاوہ راقم کا حمدیہ مجموعہ ''الحمد للہ'' بھی اسی صنعتِ غیر منقوط میں ہے۔ ایسے الفاظ جن کے اوپر نقطے ہوں صنعتِ فوقانیہ اور الفظ کے نیچے نقطے ہوں تو صنعت تحتانیہ کہلاتی ہے۔ نقطوں کے تناظر میں صنعتِ رقطا شعر میں استعمال ہونے والے ان الفاظ میں پرکھی جاتی ہے جن کا ایک حرف نقطہ دار اور دوسرا حرف غیر منقوط ہو۔ اگر شعر یا مصرع میں ایک لفظ غیر منقوط اور دوسرا منقوط ہو تو یہ صنعتِ خیفا کہلاتی ہے۔ طاہر سلطانی کے دیوان ذکرِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سوائے صنعتِ منقوط کے باقی تمام صنعات کی مثالیں موجود ہیں۔ ان کے ہاں صنعتِ غیر منقوط، صنعتِ تحتانیہ، صنعتِ فوقانیہ، صنعتِ رقطا اور صنعتِ

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

خیفا کی بالترتیب مثالیں دیکھیے:

صنعتِ غیر منقوط:

اسمِ محمد ورد کرو گر ہووے گا ہر کام
اسمِ محمد کا ہے کرم اس دہر کو طاہر عام

صنعتِ تحتانیہ:

ہر ایک یہاں چپ ہے ہر ایک وہاں ہے چپ
معراج کا عالم ہے، ہر ایک گماں ہے چپ

صنعتِ فوقانیہ:

ہے خستہ حال ملّتِ اسلام ان دنوں
سرکار التفات ہو سرکار التفات

صنعتِ رقطا:

قریہ قریہ بستی بستی نعت و سلام کی محفل برپا
وردِ درود ہوتا ہے گھر گھر صلی اللہ علیہ وسلّم

صنعتِ خیفا:

دعاے بخشش ہے پیشِ سرور صداے بخشش ہے پیشِ سرور
ہے پیشِ طاہر شفیق مولا نداے بخشش ہے پیشِ سرور[۲۰]

۲۔ فکر کی کسوٹی

شعر کے فکری پہلو کی بات کی جائے تو اس کے لیے بھی ماہرین نے اچھے شعر کی خوبیاں اور شرائط وضع کر رکھی ہیں۔ مولانا حالی نے مقدمہ شعر و شاعری میں شعر کہنے کے لیے تین شرائط بیان کی ہیں:

الف۔ تخیّل ب۔ کائنات کا مطالعہ ج۔ تفحّصِ الفاظ

تخیّل کی وضاحت کرتے ہوئے حالی نے لکھا ہے:

> ایک ایسی قوت ہے کہ معلومات کا ذخیرہ جو تجربے یا مشاہدے کے ذریعے سے
> ذہن میں پہلے سے مہیا ہوتا ہے یہ اس کو مکرّر ترتیب دے کر ایک نئی صورت بخشتی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ہے اور پھر اس کو الفاظ کے ایسے دل کش پیرائے میں جلوہ گر کرتی ہے جو معمولی پیرایوں سے بالکل یا کسی قدر الگ ہوتا ہے... شاعری میں کمال حاصل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ نسخۂ کائنات اور اس میں سے خاص کر نسخۂ فطرتِ انسانی کا مطالعہ نہایت غور سے کیا جائے... نہایت ضروری مطالعے یا تفحص ان الفاظ کا ہے جن کے ذریعے سے مخاطب کو اپنے خیالات مخاطب کے روبرو پیش کرنے ہیں۔[۲۱]

نعت گوئی کا معاملہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کا سراپا، آپ کی سیرت، وہ اشیا اور مقامات جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آپ سے منسوب ہیں، آپ سے منسوب شخصیات اور آپ سے محبت وعقیدت کے جذبات شاعر کے تخیل کے محرکات ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سراپا نگاری نعت گو شعرا کا محبوب موضوع ہے۔ شمائل نبوی کے عناوین پر ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح کے تحقیقی مقالہ جات بھی منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔ طاہر سلطانی کی شاعری میں جا بجا رسول اللہ ﷺ کے شمائل کا تذکار ہے:

حسنِ جمالِ دو جہاں ان کے ظہور کا کمال　　کیفیتِ تمام ہے ذکرِ رسول کا کمال
یہ کوئی نہ سمجھے ہے فقط ان کا دہن پھول　　واللہ! مرے آقا کا ہے سارا بدن پھول[۲۲]

ہر شاعر نبیِ اکرم ﷺ سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ محبت آداب کی متقاضی ہے اور آپ ﷺ سے محبت میں تو ''باخدا دیوانہ باشد با محمد ہوشیار'' اور ''نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا'' کے قرینے نبھانے پڑتے ہیں۔ طاہر سلطانی آداب کے ان تمام قرینوں سے آگاہ ہیں ان کا کہنا ہے:

حاضری دینا تو سانسیں روک لینا تم وہاں　　کہ وہاں خیرالبشر کا پاک در ہے، احتیاط!
اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو اے مومنو!　　سیّدِ کونین کا طاہر یہ گھر ہے احتیاط![۲۳]

ذکرِ خیر المرسلیں ﷺ کی نعتوں کے بیشتر مضامین سیرت النبی ﷺ سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ نعتیہ غزل کا دامن کشادہ ہی مضامینِ سیرت سے ہوا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔[۲۴]

ترجمہ: بیشک رسول اللہ میں تمھارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے، ہر اس شخص کے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو۔

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کسی بھی شعبے سے تعلق رکھنے والے اور زندگی کا کوئی بھی کردار نبھانے والے شخص کے لیے ایک زندہ وجاوید رول ماڈل ہے۔ نعت کا شاعر جب زندگی کے کسی پہلو کو موضوعِ سخن بنانا چاہتا ہے تو اس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی موجود ہوتی ہے۔ وہ آپ کی اور آپ کی سیرت کے اس مخصوص پہلو پر اترنے والے شخص کی، اس کے رویے یا اخلاق و کردار کی لفظوں میں تصویر کشی کرتا ہے:

شاہِ امم کی سنت ہے یہ دیتے نہیں ہیں بات کو طول

اسوۂ حسنہ اعلیٰ نمونہ روشن روشن خوش بو خوش بو علم و عمل کا آپ ہیں پیکر صلّی اللہ علیہ وسلّم(۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالواسطہ یا بلا واسطہ منسوب اشیا اور مقامات، شخصیات اور آپ سے محبت وعقیدت کے جذبات، طاہر سلطانی کے محبوب موضوعات ہیں اور ان کے نعت کے حوالے سے محرکاتِ شاعری ہیں۔ طاہر سلطانی کا کلام فصیح بھی ہے اور بلیغ بھی۔ یہ بھی حقیقت ہے بلیغ کلام وہی ہوسکتا ہے جو فصیح بھی ہو، گویا کلام میں فصاحت ہو گی تو ابلاغ ممکن ہوگا۔ نعتیہ کلام کا فصیح ہونا اس لیے بھی لازم ہے کہ غیر فصیح کلام ابہام پیدا کرتا ہے۔ نعتیہ مضامین کا براہِ راست یا بالواسطہ تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقیدت ومحبت سے ہے اور آدابِ رسالت سے ہے، اس لیے معمولی سی بھی کوتاہی خلافِ آداب سمجھی جائے گی اور قابلِ گرفت ہوگی۔ نعت میں ایہام گوئی کی قطعاً گنجائش نہ ہے اور نہ ہی ہجویہ مضامین کی۔ اس صنف میں مبالغہ آرائی کی گنجائش نہیں ہے۔ کسی نئی بات کو نبی سے منسوب کرنا بالکل جائز نہیں ہے۔ نعت کا شاعر دو دھاری تلوار پر چلتا ہے۔ کمی یا زیادتی کرنا یا حقائق سے ناواقفیت ہونا یا اپنے تعصب کا مظاہرہ کرنا، غزل میں تو ممکن ہوسکتا ہے لیکن نعت میں نہیں۔ طاہر سلطانی کے کلام میں فصاحت ہے۔ وہ ہر بات پختہ مطالعہ اور معتدل عقیدے کی بنا پر کرتے ہیں۔ ان کے ہاں کہیں تعصب کا اظہار نہیں ہے۔ وہ جمالیاتی، اخلاقی، سماجی اور مذہبی اقدار کو اپنی نعت کے ذریعے فروغ دے رہے ہیں۔

حواشی

۱۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، (کراچی: جہانِ حمد پبلی کیشنز، ۲۰۲۵ء)، ص ۴

۲۔ ایضاً

۳۔ آلِ احمد سُرور، پہچان اور پرکھ، (نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۱۲ء)، ص ۴۶

۴۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۶۷، ۲۸۹

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۵۔ آلِ احمد سُرور، پہچان اور پرکھ، ص ۴۷
۶۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۲۲۳، ۲۷۵
۷۔ ایضاً، ص ۱۷۳
۸۔ ظہیر علی خان، اردو شاعری کی تنقیدی اصطلاحات (مقالہ پی ایچ ڈی)، اسکول آف لینگوج، لٹریچر اینڈ کلچر سٹڈیز، جواہر لال نہرو یونی ورسٹی، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء، ص ۳۰۲
۹۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۲۳۹
۱۰۔ سیّد عابد علی عابد، البیان، (لاہور: مجلسِ ترقّیِ ادب، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۷
۱۱۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۹۱، ۱۱۹
۱۲۔ ایضاً، ص ۱۲۳، ۱۷۳
۱۳۔ سیّد عابد علی عابد، البیان، ص ۲۵۴
۱۴۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۱۷۳، ۱۸۷
۱۵۔ سیّد وقار حیدر، ادبی روایت اور لسانیات، (لاہور: بی پی ایچ پرنٹرز، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۶۰
۱۶۔ عبدالستار ہمدانی، فنِ شاعری اور حسان الہند، (گجرات: مرکز اہلِ سنّت برکاتِ رضا، ۱۹۹۸ء)، ص ۲۲۷
۱۷۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۲۷، ۴۵
۱۸۔ ایضاً، ص ۴۸، ۵۸
۱۹۔ سیّد وقار حیدر، ادبی روایت اور لسانیات، ص ۱۶۴
۲۰۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۳۸، ۶۹، ۷۴، ۱۰۳، ۱۴۲
۲۱۔ مولانا الطاف حسین حالی، مقدمہ شعر و شاعری، مرتّب وحید قریشی، (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۷ء)، ص ۱۴۸، ۱۵۲، ۱۵۵
۲۲۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۱۲۷، ۱۳۳
۲۳۔ ایضاً، ص ۱۱۶
۲۴۔ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱
۲۵۔ طاہر سلطانی، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، ص ۱۳۵، ۱۴۲

مآخذ

۱۔ حالی، مولانا الطاف حسین، مقدمہ شعر و شاعری، مرتّب وحید قریشی، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۷۷ء
۲۔ حیدر، سیّد وقار، ادبی روایت اور لسانیات، لاہور: بی پی ایچ پرنٹرز، ۲۰۱۶ء
۳۔ سُرور، آلِ احمد، پہچان اور پرکھ، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۱۲ء
۴۔ سلطانی، طاہر، ذکرِ ختم المرسلین ﷺ، کراچی: جہانِ حمد پبلی کیشنز، ۲۰۲۵ء
۵۔ عابد، سیّد عابد علی، البیان، لاہور: مجلسِ ترقّیِ ادب، ۱۹۸۹ء
۶۔ ہمدانی، عبدالستار، فنِ شاعری اور حسان الہند، گجرات: مرکز اہلِ سنّت برکاتِ رضا، ۱۹۹۸ء

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

غیر مطبوعہ تحقیقی حوالہ

۱۔ خان، ظہیر علی، اردو شاعری کی تنقیدی اصطلاحات (مقالہ پی ایچ ڈی)، اسکول آف لینگوج، لٹریچر اینڈ کلچر سٹڈیز، جواہر لال نہرو یونی ورسٹی، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء

آسمانی صحیفہ

۱۔ قرآن مجید، سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱

Bibliography

1. Abid, Syed Abid Ali, *Al-Bayan*, Lahore: Majlis-e-Tarraqi-e-Adab, 1989
2. Hali, Maulana Altaf Hussain, *Muqaddama Sher-o-Shairi*, Ed. by Waheed Qureshi, Aligarh: Educational Book House, 1977
3. Hamdani, Abdul Sattar, *Fan-e-Shairi aur Hassan-ul-Hind*, Gujarat: Markaz Ahl-e-Sunnat Barkat-e-Raza, 1998
4. Haider, Syed Waqar, *Adabi Riwayat aur Lisaniat*, Lahore: BPH Printers, 2016
5. Sultani, Tahir, *Zikr-e-Khatam-ul-Mursaleen* (SAW), Karachi: Jahan-e-Hamd Publications, 2025
6. Suroor, Aal-e-Ahmad, *Pehchan aur Parakh*, New Dehli: National Council for Promotion of Urdu Language, 2012

Unpublished Work

1. Khan, Zaheer, Urdu Shairi ki Tanqidi Istalahat, (PhD thesis), School of Language, Literature and Culture Studies, Jawahar Lal Nehru University, New Delhi, 2000

Holy Book

1. Qur'an, Surah al-Ahzab: 21